مطالعہ حدیث کورس

اصول حدیث



دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

1

مطالعہ حدیث - (خط و کتابت کورس)

یونٹ (1) اصول حدیث

شعبہ اسلامی خط و کتابت کورسز

دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

پوسٹ بکس نمبر 1485 اسلام آباد

فون: 9261751-54

فیکس: 261648, 250821

ای میل: dawah@isb.compol.com

نام کورس	....	مطالعہ حدیث
یونٹ نمبر	....	1
مؤلف	....	مولانا حبیب الرحمان
ناشر	....	دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد' پاکستان
مطبع	....	ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد
سن اشاعت	....	۲۰۰۰ء

فہرست مضامین

پیش لفظ

انیسویں اور بیسویں صدی میں غیر مسلم اور مسلم مستشرقین کے ذہن جن بنیادی مسائل کے حل میں مصروف رہے ان میں حدیث کی تاریخی اور تشریعی حیثیت بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ان کی یہ دلچسپی ایک لحاظ سے ان کے پیش رو مستشرقین کی سرگرمیوں میں اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔اب تحقیق کا موضوع سابقہ محققین کی طرح شخصیت اور ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی، غزوات اور سیاسی اصلاحات کے بارے میں سوالات اٹھانا اور شکوک و شبہات کو پیدا کرنا نہ رہا بلکہ اب خود حدیث، اس کی جمع و تدوین، اس کی ثقاہت اور تاریخی و تشریعی حیثیت کو بنیادی موضوع بنایا گیا چنانچہ Goldzeha، Guillau_me اور sehacht نے دین اسلام کے دو بنیادی ماخذ میں سے ایک کو موضوع تحقیق بناتے ہوئے مغربی ذرائع علم اور اپنے زیر تربیت مسلم محققین کو بڑی حد تک یہ بات باور کرادی کہ حدیث کی حیثیت ایک غیر معتبر تاریخی بلکہ قیاسی بیان کی سی ہے، اس میں مختلف محرکات کے سبب تعریفی و توصیفی بیانات کو شامل کر لیا گیا ہے اور بہت سی گردش کرنے والی افواہوں کو جگہ دے دی گئی ہے۔ان انتہاپسندانہ تصورات کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی کیا گیا کہ بعض اصطلاحات حدیث (مثلاً صحیح، حسن، ضعیف) کا اس طرح ترجمہ کر کے پیش کیا گیا جس سے تاثر بنے کہ احادیث کے مجموعوں میں گویا ہر قسم کی سنی سنائی کہانیاں اور قصے شامل ہیں۔

ان تمام غلط فہمیوں اور بعض اوقات شعوری طور پر گمراہ کرنے کی ان کوششوں سے یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ دینی علوم سے غیر متعارف ذہن اس نہج پر سوچنا شروع کر دیں کہ ایک مسلمان کے لیے زیادہ محفوظ یہی ہے کہ وہ قرآن کریم پر اکتفا کرلے اور حدیث کے معاملہ میں پڑ کر بلاوجہ اپنے آپ کو پریشان نہ کرے۔اسی گمراہ کن طرز عمل کے نتیجہ میں بعض حضرات اپنے آپ کو اہل قرآن کہنے لگے۔

ہمارے خیال میں یہ دین اسلام کی بنیادوں کو نقصان پہنچانے کی ایک سوچی سمجھی حکمت عملی تھی۔اس غلط فکر کی اصلاح الحمد للہ امت مسلمہ کے اہل علم نے بروقت کی اور اعلیٰ تحقیقی و علمی سطح پر ان شکوک و شبہات کا مدلل، تاریخی اور عقلی جواب فراہم کیا۔

دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے مطالعہ حدیث کورس ایک ایسی طالب علمانہ کوشش ہے جس میں مستند اور تحقیقی مواد کو سادہ اور مختصر انداز سے ۲۴ دروس (Units) میں مرتب کیا گیا ہے اس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان میں :

مفہوم و معنی	مصطلحات
تاریخ و تدوین	عقائد
ارکان اسلام	اخلاقی تعلیمات

وغیرہ شامل ہیں۔

ہماری کوشش ہے کہ ان دروس کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکیں اور مستند اسلامی مآخذ کی مدد سے ان شکوک و شبہات کا ازالہ کریں جو بعض مستشرقین نے پھیلائے ہیں اور علوم حدیث، یا حدیث کے بارے میں مثبت اور مصدقہ معلومات ان طالبان علم تک پہنچائیں جو باقاعدہ دینی مدارس و جامعات میں حدیث کے موضوع پر تعلیم و تحقیق کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔

ان دروس کو معروف و مستند عالم دین مولانا حبیب الرحمٰن ریسرچ فیلو، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد نے تحریر کیا ہے۔ تمام دروس پر دعوۃ اکیڈمی کے محققین مولانا رضا احمد صاحب اور مولانا محمد احمد زبیری صاحب نے دیدہ ریزی کے ساتھ نظر ثانی کی ہے اور ان کی اردو ادارت کے فرائض دعوۃ کے ایڈیٹر جناب محمد شاہد رفیع نے انجام دیئے ہیں۔ ان دروس کی تیاری میں شعبہ تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر محمد جنید ندوی صاحب کی شبانہ روز محنت یقیناً لائق تحسین ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دعوت دین کی یہ کوشش بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگی اور دین کی تعلیم کے فہم میں آسانی پیدا کرے گی۔

ان دروس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان پر متعلقہ حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ طالبان علم براہ راست ان مصادر کا مطالعہ بھی کر سکیں۔ ہر یونٹ کے ساتھ سوالات بھی درج ہیں جن کے جوابات کو جانچنے کے بعد دعوۃ اکیڈمی کورس مکمل کرنے والوں کو سرٹیفکیٹ جاری کرے گی۔ اس سلسلہ میں آپ کے مشورے اور تنقید و تبصروں سے ہمیں ان اسباق کو مزید بہتر بنانے میں غیر معمولی امداد ملے گی اس لیے بلا تکلف اپنی رائے، تنقید و مشورے سے ہمیں مطلع کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد
ڈائریکٹر جنرل
دعوۃ اکیڈمی

تعارف

مطالعہ حدیث کورس کا یہ پہلا یونٹ ہے' اس یونٹ میں علمِ حدیث کا تاریخی پس منظر' علوم حدیث کا تعارف' مقام حدیث' حجیت حدیث' تدوین حدیث' حدیث کی مشہور اصطلاحات' طبقات کتب حدیث اور حدیث کی مشہور کتابوں کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

علم حدیث ایک بحر بے کراں ہے۔ عہد صحابہ سے آج تک امت نے اس میدان میں اس قدر خدمات انجام دی ہیں کہ انہیں احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ اسلامی معاشرے کی تشکیل و تعمیر اور امت مسلمہ کی ترقی و عروج اور شریعت اسلامی کے استحکام میں کتاب اللہ کے بعد سنت رسول اللہ ﷺ نے غیر معمولی کردار ادا کیا ہے۔ علماء حدیث نے رسول اللہ ﷺ کی پوری سیرت کو ان تھک جدو جہد کے ساتھ محفوظ کر کے امت کو ایک ایسا ابدی آئینہ فراہم کیا ہے جس کے اندر امت ہر دور میں اپنے محاسن بھی اور اپنے عیوب بھی دیکھ سکتی ہے۔ اس امت کو عروج و عظمت اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب وہ حدیث رسول کو حرزِ جاں بنائے۔

چونکہ مغربی افکار سے مرعوب اور ذہنی شکست خوردگی میں مبتلا ایک طبقہ حدیث کو مشکوک ٹھہرانے اور حدیث نبوی کے مقام کو ختم کرنے کی مذموم کوشش کر رہا ہے' اس یونٹ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ عہد نبوی سے آج تک پوری امت حدیث کو وحی الٰہی' سرچشمہ ہدایت' حجت اور واجب الاتباع تسلیم کرنے پر متفق رہی ہے۔ حدیث تو اس آہنی ڈھانچے کی تکمیل کرتی ہے جس سے اسلام کے دینی' عملی' انفرادی اور اجتماعی نظام کی عمارت قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت کا اجتماعی ضمیر اتنی بڑی بدعت کو ہضم کرنے کے لیے کسی طرح تیار نہ ہو سکا اور اس طبقہ کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا جو قرآن کو سنت رسول سے الگ کر کے اپنی من مانی تاویلات کے ذریعہ اسلام کا ایک جدید ایڈیشن تیار کرنا چاہتا تھا۔

اس یونٹ میں منکرین حدیث کے نظریات اور شبہات کا ذکر اور ازالہ بھی کیا گیا ہے اور محدثین کرام کی درخشندہ مساعی اور زبردست تحقیقی کام کا بھی تذکرہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مقام حدیث کو سمجھنے اور سنت رسول ﷺ کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حدیث کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم :

لغوی معنی : لغت میں حدیث ہر قسم کے کلام کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحی ۹۳ : ۱۱) اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کیجئے۔

یہاں "حَدِّث" کے معنی ذکر کرنا، بیان کرنا اور اظہار کرنا ہیں۔

اصطلاحی معنی : رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کا نام حدیث ہے۔

قول کی مثال : **عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ: ان الله لا ينظر الى صوركم وأموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم واعمالكم** **(مشكوٰة : باب الرياء والسمعة)**

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری شکل و صورت اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا (فاصلہ رکھیں) بلکہ وہ تمہاری نیت اور عمل کو دیکھتا ہے۔

فعل کی مثال : **عن ابن عمر قال كان النبیﷺ اذا ودّع رجلاً أخذ بيده فلا يدعها حتى يكون الرجل هو يدع يد النبیﷺ** **(مشكوٰة : باب الدعوات)**

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو رخصت کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اسے نہ چھوڑتے یہاں تک کہ وہ آپ کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتا۔

اس حدیث میں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا وہ طرز عمل نقل کیا ہے جو رسالت مآب ﷺ کسی شخص کو الوداع کرتے وقت اختیار کرتے تھے۔

تقریر : تقریر کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا ہو اور آپ نے اس سے منع نہ فرمایا ہو۔

تقریر کی مثال : **عن عمرو بن العامر الانصاری قال سمعت انس بن مالكؓ يقول كان النبیﷺ يتوضاء عند كل صلوة قلت فانتم ما كنتم تصنعون؟ قال كنا نصلی الصلوٰت كلها بوضوء واحد مالم نحدث.** **(السنن الترمذی: كتاب الطهارة)**

حضرت عمرو بن عامر انصاریؒ کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا کہ : نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا آپ کا کیا عمل تھا؟ فرمایا : ہم ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھتے تھے بشر طیکہ وضو برقرار رہتا (یعنی وضو نہ ٹوٹتا)۔

حدیث کے معنی میں مترادف یا ملتے جلتے الفاظ :

حدیث کے معنی میں چند اور اصطلاحات بھی استعمال ہوتی ہیں' یعنی روایت' اثر' خبر اور سنت۔ صحیح یہ ہے کہ یہ تمام الفاظ علماء حدیث کی اصطلاح میں مترادف ہیں' اور انہیں ایک دوسرے کے معنی میں بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں تک ''روایت'' کا تعلق ہے اس کا اطلاق حدیث کے لغوی مفہوم پر ہوتا ہے۔ یعنی کوئی بھی واقعہ یا کوئی بھی قول خواہ کسی کا ہو ''روایت'' کہلاتا ہے۔ بعض علماء حدیث' اثر' خبر اور سنت میں تھوڑا بہت فرق کرتے ہیں لیکن عام استعمال میں ان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہیں ہے۔

علم حدیث : وہ علم ہے جس میں رسول اکرم ﷺ کے اقوال' افعال اور احوال سے بحث کی جاتی ہے۔

علم حدیث کی اقسام : (۱) علم روایۃ الحدیث (۲) علم درایۃ الحدیث

ا۔ **علم روایۃ الحدیث** : کسی حدیث کے بارے میں یہ معلوم ہونا کہ وہ فلاں کتاب میں فلاں سند سے فلاں الفاظ کے ساتھ نقل کی گئی ہے' یہ علم روایۃ الحدیث ہے۔

ب۔ **علم درایۃ الحدیث** : کسی حدیث کے بارے میں یہ معلوم ہونا کہ وہ خبر واحد ہے یا مشہور' صحیح ہے یا ضعیف' متصل ہے یا منقطع' اس کے رجال ثقہ ہیں یا غیر ثقہ نیز اس حدیث سے کیا کیا احکام معلوم ہوتے ہیں' یہ سب علم درایۃ الحدیث سے متعلق ہیں۔ مختصر یہ کہ حدیث کے متن و سند کو نقل کرنا روایۃ الحدیث اور اس پر تحقیق کرنا درایۃ الحدیث ہے۔

علم حدیث کا مختصر تاریخی پس منظر :

علم حدیث کا طالب علم اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ علم روایت اور نقل احادیث کی بنیادیں اور اساسی ارکان اللہ کی کتاب اور سنت نبوی میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۔ (الحجرات ۴۹ : ۶)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو' اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو' اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

اللہ تعالیٰ اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور وہ جوں کی توں دوسروں تک پہنچا دی' بسا اوقات جسے بات پہنچائی جاتی ہے وہ پہنچانے والے سے بڑھ کر محفوظ کر لیتا ہے۔
(اس حدیث کو امام ترمذی نے کتاب العلم میں نقل کیا ہے۔)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اللہ اور اس کے رسول کا فرمان بجالاتے ہوئے' احادیث اور احکام شرعیہ کو قبول کرنے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے میں بہت زیادہ احتیاط کرتے تھے۔ خصوصاً جب حدیث پہنچانے والے کے بارے میں شبہ ہوتا تھا۔ اسی بنیاد پر احادیث قبول کر لینے یا مسترد کر دینے کے لیے ایک نئے موضوع کی بنیاد پڑی جسے اسناد کہا جاتا ہے یعنی نقل کرنے والے ذرائع کا بیان۔

امام مسلمؒ، مسلم شریف کے مقدمے میں ابن سیرینؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ : لوگ اسناد کے متعلق نہیں پوچھا کرتے تھے لیکن جب فتنوں کا دور آیا تو لوگ حدیث کی روایت کرنے والے سے کہتے کہ جن واسطوں سے تم یہ حدیث بیان کر رہے ہو پہلے ان کے نام بتاؤ۔ پھر دیکھا جاتا کہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرنے والے راسخ العقیدہ ہیں' تو ان کی روایت کو قبول کر لیا جاتا' اگر واسطوں کا تعلق اہل البدع یعنی باطل فرقوں سے ہوتا تو ان کی روایت قبول نہ کی جاتی۔

علماء نے اس دائرے کو ذرا وسیع کر دیا جس کے نتیجے میں حدیث کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھنے والے

علوم پر بحث کا آغاز ہوا۔ علم حدیث ایک علم کا نام نہیں بلکہ متعدد علوم کا نام ہے۔ ان علوم کی ضرورت اس لیے پیدا ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت خواہ وہ قولی حدیث ہو یا عملی نمونہ یا تقریر و توثیق کے قبیل سے' اپنی اصل صحت کے لحاظ سے منظر عام پر آجائے اور اس میں ہر ممکن طریقے سے خطاء و ضعف کا احتمال نہ رہنے دیا جائے۔

اہم علوم :اس سلسلے میں علماء حدیث کی طرف سے مندرجہ ذیل اہم علوم مدون کیے گئے۔

۱۔ **علم الجرح والتعدیل** :اس علم میں یہ بحث کی جاتی ہے کہ راوی کے ثقہ ہونے کی شروط کیا ہیں اور ضعف کے اسباب کیا ہیں۔ ابو حاتمؒ' ابو زرعہؒ اور علامہ سیوطیؒ کا شمار اس فن کے ماہرین میں ہوتا ہے۔

۲۔ **معرفۃ الصحابہ** :اس علم کی بدولت صحابہ کے اصل ناموں اور ان کے القاب کی تحقیق کی گئی ہے۔

۳۔ **علم تاریخ الرواۃ** :اس میں راویوں کی تاریخ پیدائش و وفات' ان کے علاقے یا شہر اور ان کے عام حالات بیان کیے گئے ہیں۔

۴۔ **معرفۃ الاسماء والکنٰی والألقاب** :اس میں راویوں کے ناموں اور کنیتوں کی تحقیق کی گئی ہے کیونکہ کبھی راوی اپنے اصل نام سے معروف ہوتا ہے اور کبھی کنیت یا لقب سے مشہور ہوتا ہے۔

۵۔ **علم تاویل مشکل الحدیث** :اس علم میں حدیث کے مشکل نکات و مضامین کو حل کیا گیا ہے۔

۶۔ **معرفۃ الناسخ والمنسوخ** :اس علم میں یہ تحقیق کی گئی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی کونسی احادیث ناسخ ہیں اور کون سی منسوخ۔ یہ بھی نہایت نازک کام ہے۔

۷۔ **معرفۃ غریب الحدیث** :اس علم میں احادیث کے غیر واضح الفاظ کی رسول اکرم ﷺ کے عہد کو سامنے رکھتے ہوئے تشریح و تاویل کی گئی ہے۔

۸۔ **معرفۃ الموضوعات** : موضوع یعنی جھوٹی احادیث کی تحقیق کرنا۔

۹۔ **علم مصطلح الحدیث :** اس علم میں اصطلاحات حدیث سے بحث کی گئی ہے' حدیث کی اصطلاحات کا علم' احادیث کا صحیح مطالعہ اور ان سے استنباط (مسائل نکالنا) اس وقت تک نہیں ہو سکتا' جب تک اصطلاحات حدیث کا پورا ادراک نہ ہو۔

۱۰۔ **معرفۃ علل الحدیث :** حدیث میں جہاں جہاں کوئی علت یا کمزوری پائی جاتی ہے' اسے ظاہر کیا جاتا ہے۔

حدیث کے طالب علم کے لیے آداب :آداب سے مراد وہ اوصاف عالیہ اور اخلاق حمیدہ ہیں جن کے ساتھ حدیث کے ایک طالب علم کو متصف ہونا چاہیے اور جو اس علم کے شرف کا تقاضا ہیں' جسے وہ حاصل کر رہا ہے۔

ا۔ نیت کی درستی اور اخلاص :

مطالعہ حدیث کا مقصد محض اللہ کی رضا اور رسول اکرم ﷺ کی سنت کی پیروی کا سچا جذبہ ہونا چاہیے' حدیث محض معلومات میں اضافہ کرنے یا تفریح طبع کے طور پر پڑھنا ہرگز نافع اور مفید نہیں ہے۔ اس کے لیے رسول اکرم ﷺ کے طریقہ کے مطابق زندگی گزارنے کا عزم اور تڑپ ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

۲۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عمل کی توفیق اور فہم حدیث میں اعانت کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔

۳۔ حدیث سے جو علمی فوائد حاصل ہوں ان سے دوسرے رفقاء کو بھی آگاہ کرنا چاہیے اور اس کا مقصد اشاعت حدیث ہونا چاہیے۔

۴۔ رسول اکرم ﷺ کی عظمت و محبت کو بھی ذہن میں تازہ کیا جائے اور کیفیت یہ ہونی چاہیے کہ گویا رسول اکرم ﷺ خود ہدایات دے رہے ہیں۔

مقام حدیث :

اسلامی شریعت و علوم کے صرف دو بنیادی ماخذ ہیں یعنی قرآن و حدیث' حدیث کو دوسرا ماخذ قرار دیا جاتا ہے گوکہ اس کی حیثیت ثانوی نہیں ہے' کیوں کہ سنت اپنی اصل حیثیت سے قرآن کے اجمال کی تفصیل اور اس کے اشکال کی توضیح و تفسیر ہے۔ قرآن سے مرتبہ میں مؤخر ہونے کے باوجود ایک لحاظ سے سنت بجائے خود ایک

مستقل مصدر قانون ہے' کیوں کہ سنت میں ایسے احکام بھی آئے ہیں جن پر قرآن خاموش ہے۔ مستقل قانون سازی کا سر چشمہ ہونے کے باوجود سنت قرآن کے تابع ٹھہرتی ہے کیوں کہ وہ قرآن کی تفسیر ہونے کے علاوہ ان مقامات پر بھی قرآن کے قواعد عامہ سے متجاوز نہیں ہوتی جہاں قرآن خاموش ہے۔

مقام حدیث قرآن کی روشنی میں :

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :"وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللهِ"(النسآء ۴ : ۶۴)

ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ باذن الٰہی اس کی اطاعت کی جائے۔

۲۔ نبی ﷺ کے فرائض منصبی بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرہ ۲ : ۱۲۰)

"اے ہمارے رب' ان لوگوں میں خود ان سے ایک رسول بھیج 'جو انہیں تیری آیات سنائے' انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگی سنوارے' تو غالب اور حکیم ہے۔"

اس آیت میں نبی ﷺ کی بعثت کے چار مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ لوگوں کو کتاب اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا۔

۲۔ لوگوں کو کتاب اللہ کی تعلیم دینا۔

۳۔ لوگوں کو حکمت سکھانا۔

۴۔ لوگوں کا تزکیہ نفس کرنا یعنی ان کی انفرادی اور اجتماعی خرابیوں کو دور کرنا۔

۱۔ رسول بحیثیت شارح کتاب اللہ :

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (النحل۱۶ : ۴۴)

(اور اے نبی) یہ ذکر ہم نے تمھاری طرف اس لیے نازل کیا ہے کہ تم لوگوں کے لیے واضح کر دو اس تعلیم کو جو ان کی طرف اتاری گئی ہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے نبی ﷺ کے سپرد یہ خدمت کی گئی تھی کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جو

احکام اور ہدایات دی ہیں آپ ان کی توضیح اور تشریح کریں۔آپ نے اپنے قول و عمل سے قرآن مجید کی جو تشریح کی ہے اسی کا نام حدیث یا سنت رسول ہے۔

ب۔ رسول بحیثیت نمونہ تقلید:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ

(الاحزاب ۳۳:۲۱)

تمھارے لیے اللہ کے رسول میں ایک نمونہ تقلید ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہے۔

قرآن مجید نبی اکرم ﷺ کو پیشوا مقرر کر رہا ہے، آپ کی پیروی کا حکم دے رہا ہے اور آپ کی زندگی کو نمونہ تقلید قرار دے رہا ہے۔

ج۔ رسول بحیثیت شارع (Lawgiver):

فرمان باری تعالیٰ ہے: **يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ.**

(الاعراف ۷:۱۵۷)

وہ انہیں معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے انہیں روکتا ہے اور ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اور بند اتارتا ہے جو ان پر چڑھے ہوئے تھے۔

صاف صاف بیان کر دیا گیا ہے کہ حلال و حرام صرف وہی نہیں ہے جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں بلکہ جو کچھ نبی نے حلال یا حرام قرار دیا ہے اور جس چیز کا نبی ﷺ نے حکم دیا ہے یا جس سے منع کیا ہے وہ بھی قانون خداوندی ہے۔

مقام حدیث ارشادات نبوی کی روشنی میں:

عن ابی رافع قال قال رسول اللہ ﷺ لا الفين أحدكم متكئًا على أريكته يأتيه الأمر من

أمری مما امرت به او نهیت عنه فیقول لاأدری ماوجد ناہ فی کتاب الله اتبعناه (ابو داؤد :باب السنۃ)

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسہری کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھا ہو۔ اس کے پاس جب میرے احکام میں سے کوئی امر یا نہی پہنچے، تو وہ کہہ دے کہ میں ان احکام کو نہیں جانتا، ہم نے جو کتاب اللہ میں پایا ہے اسی کی اتباع کرتے ہیں۔

عن المقدام بن معد یکرب قال قال رسول اللہ ﷺ: ألا انی اوتیت القرآن و مثله معه

(ابو داؤد :باب السنۃ)

مقدام بن معد یکرب کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سنو، مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس کا مثل بھی"

رسول اکرم کا قول یا عمل قرآن سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ قرآن و حدیث کی رو سے اس کے قانون کا ایک حصہ ہے اور حدیث کی یہ حیثیت مذکورہ ارشاداتِ نبوی ﷺ سے بھی اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

مقام حدیث اور صحابہ کرام :

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی معاملہ پیش ہوتا اور وہ نہ کتاب اللہ میں اس کے لیے کوئی حکم پاتے نہ سنت میں کوئی نظیر ملتی تب اپنے اجتہاد سے فیصلہ فرماتے۔ خلافت کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اولین اعلان یہ تھا "**اطیعونی ما اطعت الله ورسوله فان عصیت الله ورسوله فلا طاعة لی علیکم**" "میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر رہا ہوں لیکن اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میری کوئی اطاعت تم پر نہیں ہے"

حجیت حدیث :

عہد نبوی سے لے کر آج تک پوری امت حدیث نبوی کو وحی الٰہی، سر چشمہ ہدایت، دینی حجت اور واجب الاتباع تسلیم کرنے پر متفق ہے، بعض خوارج اور معتزلہ نے دوسری صدی ہجری میں حدیث کی حجیت کو مشتبہ بنانے کی کوشش کی، لیکن محدثین کے زبردست تحقیقی اور علمی کام نے اس فتنے کو فنا کے گھاٹ اتار دیا، یہاں تک کہ تیرھویں صدی ہجری (انیسوی صدی عیسوی) میں اس فتنہ نے پھر سر اٹھایا۔

اسباب: بیسویں صدی کے آغاز میں جب مسلمانوں پر مغربی اقوام کا سیاسی اور نظریاتی تسلط بڑھا تو کم علم مسلمانوں کا ایسا طبقہ وجود میں آیا جو مغربی افکار سے بے حد مرعوب تھا' جو بیرونی فلسفوں اور غیر اسلامی تہذیبوں سے سابقہ پیش آنے پر شدید ذہنی شکست خوردگی میں مبتلا ہو گیا۔ اس طبقہ کی کوشش یہ تھی کہ اسلام کے عقائد اور اصولوں کی ایسی تعبیر کی جائے جو مغرب کے نام نہاد عقلی تقاضوں کے مطابق ہو حالانکہ اسلامی نظام حیات کو جس چیز نے تفصیلی اور عملی صورت دی ہوئی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے' اسی نے ہر شعبہ زندگی میں اسلام کے عملی ادارے مضبوط بنیاد پر تعمیر کیے ہیں۔ اس لیے اس طبقہ نے سنت سے پیچھا چھڑانے کے لیے حدیث کو مشکوک ٹھہرانے کی مذموم کوششیں شروع کیں اور حدیث کو حجت ماننے سے انکار کیا۔

منکرین حدیث کے تین نظریات :

منکرین حدیث کی طرف سے جو نظریات سامنے آئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے :

پہلا نظریہ: رسول اللہ ﷺ کا فریضہ صرف قرآن پہنچانا تھا' اطاعت صرف قرآن کی واجب ہے' رسول کی حیثیت سے آپ کی اطاعت نہ صحابہ پر واجب تھی اور نہ ہم پر واجب ہے **(العیاذ باللہ)** اور وحی صرف متلو (جس کی تلاوت کی جاتی ہے یعنی قرآن) ہے غیر متلو وحی کوئی چیز نہیں ہے۔

دوسرا نظریہ: رسول اکرم ﷺ کے ارشادات صحابہ پر تو حجت تھے لیکن ہم پر حجت نہیں ہیں۔

تیسرا نظریہ: رسول اکرم ﷺ کے ارشادات تو تمام لوگوں کے لیے حجت ہیں لیکن موجودہ احادیث ہمارے پاس قابل اعتماد ذرائع سے نہیں پہنچی ہیں' اس لیے ہم انہیں ماننے کے مکلّف نہیں ہیں۔

منکرین حدیث کا خواہ کسی بھی گروہ سے تعلق ہو ان کی ہر تحریر ان تین نظریات میں سے کسی ایک کی ترجمانی کرتی ہے۔

منکرین حدیث کے دلائل اور ان کی تردید : منکرین حدیث اپنی دلیل میں سب سے پہلے یہ آیت

پیش کرتے ہیں۔ **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ** "ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان ذریعہ بنایا ہے"

اس آیت سے یہ مطلب نکالا جاتا ہے کہ قرآن ایک آسان کتاب ہے اور اس کے لیے کسی کی تعلیم اور تشریح کی حاجت نہیں ہے۔

جواب : قرآن مجید کے مضامین دو قسم کے ہیں، بعض مضامین تو ایسے ہیں جن کا مقصد خوف خدا، اللہ کی طرف رجوع، فکر آخرت اور عام نصیحت کی باتیں بتانا ہے۔ اس آیت کا تعلق اسی قسم کے مضامین سے ہے۔ اور وہ مضامین جن میں احکام و شرائع اور ان کے اصول بیان ہوئے ان کے بارے میں قرآن کریم کی متعدد آیات میں واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ کتاب بغیر رسول کے سمجھ میں نہیں آسکتی مثلاً: **"وأنزلنا اليك الذكر لتبين للناس مانزل اليهم"** "اور ہم نے یہ ذکر آپ کی طرف اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں پر واضح کر دیں اس تعلیم کو جو ان کی طرف اتاری گئی ہے"۔

اللہ کی مرضی اور منشاء کا تعین کرنا نبی ﷺ کے فرائض منصبی میں شامل تھا۔

حجیت حدیث کے ناقابل انکار ثبوت کے لیے درج ذیل قرآنی آیات کافی ہیں۔

۱۔ **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا.** (النسآء ۴ : ۶۵)

تیرے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کرو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔

اس آیت سے صاف واضح ہے کہ آپؐ کے ارشادات کی اطاعت نہ صرف واجب بلکہ مدار ایمان ہے۔

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ". **(آل عمران ۳ : ۳۱)**

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ

تعالیٰ بھی تمھیں دوست رکھے گا اور تمھارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا. (النساء۴: ۶۹)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (روز قیامت) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ' اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔

مذکورہ دونوں آیات میں رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

اس قسم کی متعدد آیات ہیں جن میں نبی ﷺ کی پیروی اور آپ کی اطاعت کو مدار ایمان ٹھہرایا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی احادیث کی حفاظت کا غیر معمولی اہتمام :

جس رسول کو ہمیشہ کے لیے اور تمام دنیا کے لیے رسول بنایا گیا تھا اور جس کے بعد نبوت کا دروازہ بند کرنے کا اعلان بھی کر دیا گیا تھا' اس کے کارنامہ حیات کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے محفوظ فرمایا کہ آج تک تاریخ انسانی میں گزرے ہوئے کسی نبی' کسی پیشوا' کسی رہنما اور کسی بادشاہ کا کارنامہ اس طرح محفوظ نہیں رہا ہے اور یہ حفاظت بھی انہی ذرائع سے ہوئی ہے جن ذرائع سے قرآن کی حفاظت ہوئی ہے۔ ختم نبوت کا اعلان بجائے خود یہ معنی رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرر کیے ہوئے آخری رسول کی رہنمائی اور اس کے نقوش قدم کو قیامت تک زندہ رکھنے کی ذمہ داری لے لی ہے' تاکہ آپؐ کی زندگی ہمیشہ انسان کی راہنمائی کرتی رہے۔ ملاحظہ فرمایئے یہ وضو' یہ پنج وقتہ نماز' یہ اذان' یہ مساجد کی نماز باجماعت' یہ عیدین کی نمازیں' یہ حج کے مناسک' یہ بقر عید کی قربانی' یہ زکوٰۃ کی تفصیلات' یہ ختنہ' یہ نکاح و طلاق' یہ وراثت کے قاعدے' یہ حلال و حرام کے ضابطے اور اسلامی تہذیب و تمدن کے بہت سے اصول اور طور طریقے جس روز سے نبیؐ نے شروع کیے اسی روز سے مسلم معاشرے میں ٹھیک اسی طرح رائج ہو گئے' جس طرح قرآن کی آیتیں زبانوں پر چڑھ گئیں اور پھر لاکھوں کروڑوں مسلمان دنیا کے ہر گوشے میں نسل در نسل ان کی پیروی کرتے رہے۔ قرآن و سنت دونوں کے محفوظ ہونے کے ذرائع ایک ہی نوع کے ہیں۔

آج ہمارے پاس نبی ﷺ کے ایک ایک قول اور فعل کی سند موجود ہے' صرف ایک انسان عظیم کے

حالات معلوم کرنے کی خاطر تقریباً چھ لاکھ انسانوں کے حالات مرتب کئے گئے ہیں' اس غیر معمولی اہتمام کے پیچھے بھی ظاہر ہے کہ وہی خدائی تدبیر کار فرما ہے جو قرآن کی حفاظت میں کار فرما رہی ہے۔

بالکل بدیہی سی بات ہے کہ اگر نبیؐ کی تعلیمات اور ارشادات حجت نہ ہوتے تو حفاظت کے اس قدر غیر معمولی انتظامات نہ کیے جاتے۔

تدوین حدیث :

منکرین حدیث کہتے ہیں کہ احادیث تیسری صدی ہجری میں مدون کی گئیں۔ اس لیے یہ اعتماد نہیں ہے کہ وہ اصل صحت پر باقی رہی ہوں۔ لیکن یہ مغالطہ بے بنیاد ہے اس لیے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ حفاظت حدیث کا عہد رسالت سے اب تک کیا اہتمام ہوا ہے۔ حفاظت حدیث کا راستہ صرف کتابت ہی نہیں بلکہ دوسرے قابل اعتماد ذرائع بھی ہیں۔

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ حفاظت حدیث کے لیے تین طریقے استعمال کیے گئے ہیں۔

۱۔ حفظ ۲۔ تعامل ۳۔ کتابت

۱۔ **حفظ روایت :** حفاظت کا پہلا طریقہ احادیث کو یاد کرنا ہے' اور یہ طریقہ اس دور کے لحاظ سے نہایت قابل اعتماد تھا۔ اہل عرب کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حافظے عطا کیے تھے وہ صرف اپنے ہی نہیں اپنے گھوڑوں تک کے نسب نامے یاد رکھتے تھے بسا اوقات کسی بات کو ایک بار سن کر یا دیکھ کر پوری طرح یاد کر لیتے تھے جو قوم اتنی معمولی بات کو اتنے اہتمام سے یاد رکھتی ہو وہ رسول اکرم ﷺ کے اقوال و افعال کو یاد رکھنے کا کتنا اہتمام کرے گی' رسول اکرم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کا جو تعلق تھا اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ہر صحابی نبی ﷺ کے اشارے پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوتا تھا اور آپؐ کی ایک ایک ادا کو اپنانے کی کوشش کرتا تھا۔

حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب ''**الاصابہ**'' میں نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ عبد الملک بن مروان نے حضرت ابو ہریرہؓ کا امتحان لینا چاہا' انہیں بلا کر احادیث بیان کرنے کی درخواست کی حضرت ابو ہریرہؓ نے بہت سی احادیث سنائیں' ایک کاتب ان کو لکھتا رہا' عبد الملک نے اگلے سال حضرت ابو ہریرہؓ کو پھر بلوایا اور کہا کہ جو احادیث آپ نے گزشتہ سال سنائی تھیں اسی ترتیب سے سنائیں' حضرت ابو ہریرہؓ نے احادیث سنانی شروع کیں اور کاتب اپنی کتاب

سے ان کا مقابلہ کرتا رہا کسی جگہ ایک شوشہ کی تبدیلی نہیں ہوئی' یقیناً ایسے حافظے' حدیث کے لیے اتنے ہی قابل اعتماد ذرائع ہیں جیسے کتابت۔

ب۔ **تعامل** : تعامل سے مراد یہ ہے کہ صحابہ کرام آپؐ کے اقوال وافعال پر عمل کر کے انہیں یاد کیا کرتے تھے۔ بہت سے صحابہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کوئی عمل کیا اور اس کے بعد فرمایا "**هكذا رأيت رسول الله يفعل**" اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا۔ یہ طریقہ بھی نہایت قابل اعتماد طریقہ ہے۔

ج۔ **کتابت** : تاریخی طور پر کتابت حدیث کو چار مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :

۱۔ متفرق طور سے احادیث کو قلمبند کرنا۔

۲۔ کسی ایک صحیفہ میں احادیث کو جمع کرنا' جس کی حیثیت ذاتی یادداشت کی ہو۔

۳۔ احادیث کو کتابی صورت میں بغیر ابواب کے جمع کرنا۔

۴۔ احادیث کو کتابی صورت میں ابواب کے ساتھ جمع کرنا۔

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں کتابت کی پہلی دو قسمیں اچھی طرح رائج ہو چکی تھیں :

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : **كنت اكتب كل شيء أسمعه من رسول الله ﷺ أريد حفظه فنهتني قريش وقالوا تكتب كل شيء تسمعه ورسول الله ﷺ بشر يتكلم في الغضب والرضا فأمسكت عن الكتابة فذكرت ذالك لرسول الله ﷺ فأوما بأصبعه الى فيه فقال اكتب فو الذى نفسى بيده مايخرج منه الاحق** (سنن ابوداؤد : کتاب العلم)

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : "میں جو بات بھی رسول ﷺ کی زبان مبارک سے سنتا اور اسے حفظ کرنا چاہتا تو اسے لکھ لیتا تھا' مجھے قریش نے منع کر دیا اور کہا کہ تم جو بات سنتے ہو وہ لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بھی انسان ہیں' کبھی خوشگوار حالت میں ہوتے ہیں کبھی ناخوشگوار حالت میں' میں نے احادیث لکھنا چھوڑ دیں اور اس بات کا تذکرہ رسول اکرم ﷺ سے کیا آپؐ نے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا : لکھ لیا کرو' بخدا اس (زبان مبارک) سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔"

دور رسالت کا تحریری سرمایہ :

۱۔ **الصحيفة الصادقة:** مسند احمد میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاصؓ نے احادیث کا جو مجموعہ تیار کیا تھا اس کا نام "**الصحيفة الصادقة**" تھا' یہ اس زمانہ کا ضخیم ترین مجموعہ حدیث تھا۔

۲۔ **صحيفه علي:** اس میں قصاص و دیت 'نصاب زکوٰۃ اور اہل ذمہ سے متعلق ارشادات نبوی درج تھے۔

۳۔ **كتاب الصدقة:** اس میں زکوٰۃ و صدقات وغیرہ سے متعلق وہ احادیث تھیں جو نبی ﷺ نے خود املاء کرائی تھیں۔

٤۔ **صحيفهء عمرو بن حزم:** جب حضور ﷺ نے عمرو بن حزم کو نجران کا گورنر بنا کر بھیجا تو ایک صحیفہ ان کے حوالہ کیا جسے ابی بن کعبؓ نے لکھا تھا۔

اس کے علاوہ صحیفہ ابن عباسؓ' صحیفہ ابن مسعودؓ' صحیفہ سمرۃ بن جندبؓ' صحیفہ سعد بن عبادہؓ' صحیفہ انسؓ بن مالک اور ابو ہریرہؓ کے صحف بھی عہد رسالت ہی میں تحریر میں آچکے تھے۔ منکرین حدیث عہد رسالت میں کتابت حدیث کو تسلیم نہیں کرتے لیکن اس سے منکرین حدیث کی اس بات کی تردید ہو جاتی ہے کہ عہد رسالت میں کتابت حدیث کا طریقہ خوب رائج ہو چکا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا زمانہ :

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور تک کتابت حدیث اپنے پہلے دو مرحلوں میں تھی لیکن اب وہ وقت آچکا تھا کہ حدیث کی باقاعدہ تدوین ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی پوری قلمرو میں بڑے پیمانے پر تدوین حدیث کا کام شروع کیا۔ اس سے قبل تدوین حدیث کے سلسلہ میں جن کوششوں کا ذکر ہوا ہے وہ انفرادی نوعیت کی تھیں' جبکہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں یہ کام باضابطہ سرکاری سرپرستی میں شروع ہوا اور درج ذیل کتب پہلی صدی ہجری میں وجود میں آچکی تھیں۔ واضح رہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی ہے۔

ا۔	کتب اہل بجر	:	قاضی ابو بکر بن حزم
۲۔	دفاتر الزھری	:	امام زھری
۳۔	رسالہ سالم بن عبد اللہ	:	سالم بن عبد اللہ
۴۔	کتاب السنن	:	ابن مکحول
۵۔	ابواب الشعبی	:	عامر بن شراحبیل

دوسری صدی ہجری :

دوسری صدی ہجری میں تدوین کا کام زیادہ قوت سے شروع ہوا اور کتابت حدیث کا تیسرا مرحلہ یعنی احادیث کو ابواب کے ساتھ کتابی صورت دی گئی ان میں چند مشہور کتب یہ ہیں :۔

ا۔	کتاب الآثار	:	امام ابو حنیفہؒ
۲۔	موطا	:	امام مالکؒ
۳۔	جامع سفیان ثوری	:	سفیان ثوریؒ
۴۔	السنن	:	وکیع بن جراحؒ
۵۔	کتاب الزھد	:	عبد اللہ ابن مبارکؒ

تیسری صدی ہجری میں تدوین حدیث :

اس صدی میں تدوین حدیث کا کام اپنے شباب کو پہنچ گیا' علم کے پھیلاؤ کی وجہ سے فن حدیث پر لکھی ہوئی کتابیں نئی نئی ترتیب کے ساتھ وجود میں آنے لگیں۔ اس دور میں درج ذیل مشہور کتب وجود میں آئیں۔

ا۔	صحیح بخاری	:	محمد بن اسماعیل بخاریؒ	(م۲۵۶)
۲۔	صحیح مسلم	:	مسلم بن حجاج قشیریؒ	(م۲۶۱ھ)
۳۔	جامع ترمذی	:	محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ	(م۲۷۹)
۴۔	سنن ابی داؤد	:	سلیمان بن اشعثؒ	(م۲۷۵)

۵۔ سنن نسائی : احمد بن شعیبؒ (م۳۰۳)

۶۔ سنن ابن ماجہ : محمد بن یزیدؒ (م۲۷۳)

مذکورہ چھ کتب حدیث "صحاح ستہ" کہلاتی ہیں یعنی ان کی اکثر وبیشتر احادیث محدثین کے نزدیک صحت کے معیار پر پورا اترتی ہیں۔

اس کے علاوہ چند مشہور کتب یہ بھی ہیں۔

۷۔ مسند ابی داؤد طیالسی : ابو داؤد طیالسیؒ

۸۔ مسند احمد : امام احمد بن حنبلؒ

۹۔ مصنف عبدالرزاق : امام عبدالرزاق بن ہمامؒ

۱۰۔ مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ : ابو بکر بن ابی شیبہؒ

۱۱۔ المستدرک للحاکم : امام حاکمؒ

۱۲۔ سنن الدارقطنی : دارقطنیؒ

اس دور کی اہم خصوصیات :

۱۔ احادیث نبوی کو آثار صحابہ اور اقوال تابعین سے الگ کر کے مرتب کیا گیا۔

۲۔ قابل اعتماد روایات کے علیحدہ مجموعے تیار ہو گئے اور تحقیق و تفتیش کے بعد دوسرے دور کی تصانیف تیسرے دور کی ضخیم کتابوں میں سما گئیں، یہ تبویب اور تنقیح کا دور ہے۔

۳۔ اس دور میں محدثین نے متعدد علوم کی بناء ڈالی جن پر اب تک ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں مثلاً علم اسماء الرجال، علم مصطلح الحدیث، علم غریب الحدیث وغیرہ۔

طبقات کتب حدیث :

محدثین نے روایت کی صحت و قوت کے لحاظ سے تمام کتب حدیث کو چار طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

ا۔ موطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم:

یہ تینوں کتابیں سند کی صحت اور راویوں کے ثقہ ہونے کے اعتبار سے اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔

۲۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی

ان کتابوں کے بعض راوی ثقاہت کے اعتبار سے پہلے طبقہ کی کتابوں سے کم تر ہیں لیکن ان کو قابل اعتماد مانا جاتا ہے۔

۳۔ دارمی، ابن ماجہ، بیہقی، دارقطنی، کتب طبرانی، تصانیف طحاوی، مسند شافعی، مستدرک حاکم۔

ان کتابوں میں صحیح اور ضعیف ہر قسم کی روایات ہیں لیکن بیشتر روایات قابل اعتماد ہیں۔

۴۔ تصانیف ابن جریر طبری، کتب خطیب بغدادی، ابو نعیم، ابن عساکر، کامل ابن عدی، واقدی اور اسی نوع کے دوسرے مؤلفین کی کتابیں اس طبقہ میں شمار ہوتی ہیں، یہ تالیفات رطب ویابس کا مجموعہ ہیں، ان میں موضوع (خود ساختہ) روایات بھی بکثرت ہیں، اور زیادہ تر واعظین، مورخین، اصحاب تصوف کا سہارا یہی کتابیں ہیں۔

حدیث کی مشہور اصطلاحات:

راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی دو اقسام ہیں۔

ا۔ خبر متواتر ۲۔ خبر آحاد

ا۔ خبر متواتر:

تعریف: متواتر اس حدیث کو کہا جاتا ہے جسے ہر دور میں اتنی بڑی تعداد نے روایت کیا ہو جس کا جھوٹ پر متفق ہونا ممکن نظر نہ آتا ہو۔

وضاحت: سند یا سلسلہ روایت کے ہر طبقے یا مرحلے میں راویوں کی اتنی بڑی تعداد ہو کہ عقلاً اتنی بڑی تعداد کا اس حدیث کو گھڑنے اور نبی ﷺ کی طرف ایک جیسی غلط بات منسوب کرنے پر متفق ہو جانا ممکن نہ ہو۔

ا۔ خبر متواتر کی شرائط :

ا) راویوں کی ایک بڑی تعداد اسے روایت کرے' کم از کم تعداد کتنی ہو؟ اس میں علماء حدیث کا اختلاف ہے' تاہم راجح قول یہ ہے کہ کم از کم دس راوی ہر طبقے میں ہوں۔

ب) یہ کثرت تعداد سند کے ہر طبقہ میں ہو۔

ج) اتنی بڑی تعداد کا کذب بیانی پر متفق ہونا عادۃً محال ہو۔

د) راویوں کو اس حدیث کا علم حواس ظاہری سے ہوا ہو' مثلاً روایت کرنے والے یہ کہیں "ہم نے سنا" "ہم نے دیکھا" وغیرہ' اگر ذریعہ عقل ہو تو پھر وہ خبر متواتر نہیں ہے مثلاً "کائنات کے وجود میں آنے کی خبر"۔

ب۔ خبر متواتر کا حکم :

خبر متواتر سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے' یہی وجہ ہے کہ خبر متواتر ساری کی ساری قابل قبول ہوتی ہیں اور ان کے راویوں کے احوال سے الگ الگ بحث نہیں کی جاتی۔

ج۔ خبر متواتر کی اقسام :

اس کی دو قسمیں ہیں : ۱۔ متواتر لفظی ۲۔ متواتر معنوی

۱۔ متواتر لفظی جس کے الفاظ اور معنی دونوں متواتر ہوں۔

مثال : "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ : جس شخص نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کی وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لے۔

۲۔ **متواتر معنوی**۔ وہ حدیث جس کے الفاظ متواتر نہ ہوں صرف معنی متواتر ہو مثلاً دعا میں ہاتھ اٹھانے کی حدیث' سو کے قریب احادیث ہیں جن میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ آپؐ نے دعا میں ہاتھ اٹھائے لیکن مواقع مختلف تھے اور ہر موقع سے متعلق روایات میں تواتر نہیں ہے۔

د۔ خبر متواتر پر مشہور تصانیف :

۱۔ **الازهار المتناثرة في الأخبار المتواترة** : علامہ جلال الدین سیوطیؒ

۲۔ **قطف الازهار** : یہ مذکورہ کتاب کی تلخیص ہے۔

۳۔ **نظم المتناثر من الحديث المتواتر** : محمد بن جعفر الکتانیؒ

۲۔ خبر آحاد :

لغت کے لحاظ سے آحاد جمع ہے أحد کی جو کہ واحد کے معنی میں ہے۔

اصطلاحی تعریف : وہ حدیث یا خبر جو خبر متواتر کی شرطوں پر پورا نہ اترتی ہو۔

راویوں کی تعداد کے اعتبار سے اس کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ مشہور ۲۔ عزیز ۳۔ غریب

ا۔ مشہور : وہ حدیث جس کی سند کے ہر طبقہ میں تین یا تین سے زائد راوی ہوں بشرطیکہ یہ تعداد حد تواتر کو نہ پہنچے۔

مثال : **إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ إِنْتِزَاعًا** (بلاشبہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح ختم نہیں کرے گا کہ اسے (سینوں سے چھین لے)

ب۔ عزیز : وہ حدیث جس کی سند میں کسی بھی مقام پر دو سے کم راوی نہ ہوں ہاں اگر کسی ایک مقام پر تین یا اس سے زائد بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے البتہ ہر طبقہ میں دو ضرور ہوں اس سے کم نہ ہوں۔

مثال : **عن أنس رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ اَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ** **(متفق عليه: كتاب الايمان)**

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کی نظر میں اس کے والدین اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''

ج۔ **غریب :** وہ حدیث ہے جس کا راوی مستقل طور پر ایک ہی ہو اگرچہ سند کے بعض مقامات پر تعداد ایک سے زائد بھی ہو سکتی ہے۔

مثال : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ :"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"

(صحیح بخاری : کتاب بدء الوحی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :"اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے"

اس حدیث کو صحابہ کرام کے طبقہ سے صرف عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

قوت اور ضعف کے لحاظ سے خبر آحاد کی تقسیم :

ا۔ **مقبول :** وہ خبر یا حدیث جو نفس مضمون کی صداقت کے باعث ترجیح پا جائے۔

حکم : اسے بطور دلیل پیش کرنا واجب ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ب۔ **مردود :** وہ خبر یا حدیث جو نفس مضمون کی عدم صداقت کی وجہ سے ترجیح نہ پا سکے۔

حکم : نہ تو اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے اور نہ اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

خبر مقبول کی چار اقسام :

ا۔ صحیح لذاتہ ۲۔ حسن لذاتہ ۳۔ صحیح لغیرہ ۴۔ حسن لغیرہ

ا۔ صحیح :

تعریف : کسی عادل راوی کا اپنے ہی طرح کے عادل اور ثقہ راوی سے متصل سند کے ساتھ ایسی روایت نقل کرنا جس میں نہ کوئی علت ہو اور نہ وہ شاذ ہو۔

وضاحت : صحیح حدیث کی شرائط درج ذیل ہیں :

ا۔ **اتصال سند :** یعنی سند کی ابتداء سے انتہاء تک ہر راوی نے دوسرے سے بلا واسطہ حدیث

حاصل کی ہو اور کسی جگہ بھی کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

۲۔ راویوں کا عادل ہونا : یعنی ہر راوی مسلمان ہو' عاقل بالغ ہو اور اس میں فسق و فجور نہ پایا جائے بالفاظ دیگر پاکیزہ کردار کا شخص ہو۔

۳۔ راویوں کا حافظہ : راویوں میں ہر راوی کا حافظہ بہت پختہ اور مضبوط ہو' اور وہ حدیث کو یاد رکھنے میں کسی قسم کی غفلت یا بے احتیاطی کا مظاہرہ نہ کرتا ہو۔

۴۔ حدیث میں کوئی علت نہ ہو یعنی مخفی قسم کا عیب یا نقص نہ پایا جاتا ہو۔

۵۔ شاذ نہ ہو یعنی کوئی ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کے خلاف روایت نہ کرے۔

مثال :

حدثنا عبدالله بن یوسف قال أخبرنا مالك عن ابن شهاب عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیه قال سمعت رسول اللهﷺقرأ فی المغرب بالطور (بخاری : کتاب الصلوۃ)

عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا ہے کہ انہیں مالک نے ابن شہاب سے یہ خبر دی ہے کہ ابن شہاب کو محمد بن جبیر نے اپنے والد مطعم بن جبیر سے روایت کی کہ : میں نے رسول اکرم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھتے سنا ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں تمام شرائط موجود ہیں۔

صحیح حدیث کا حکم : صحیح حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اور ایسی حدیث شرعی دلائل میں سے ایک دلیل ہے۔

ب۔ حدیث حسن : حسن وہ حدیث ہے کہ اس کی سند متصل ہو لیکن ایسے عادل راویوں سے منقول ہو جن کا حافظہ کچھ کمزور ہو اور وہ حدیث شاذ نہ ہو۔ حدیث حسن دراصل حدیث صحیح اور ضعیف کے درمیانے درجے کی حدیث ہے۔

ج۔ **صحیح لغیرہ** : وہ حدیث جو خود حسن لذاتہ ہو لیکن اس کی سند کے ساتھ اس جیسی اور سند کے مل جانے کی وجہ سے وہ حدیث زیادہ قوی ہو جائے۔

مرتبہ : اس کا مرتبہ حسن لذاتہ سے زیادہ اور صحیح لذاتہ سے کم ہے۔

د۔ **حسن لغیرہ** : وہ حدیث جو خود تو ضعیف ہو لیکن متعدد سندوں کی وجہ سے اسے کچھ قوت مل جائے اور حدیث کا ضعف کسی راوی کے کذب کی وجہ سے نہ ہو۔

مرتبہ : اس کا مرتبہ حسن لذاتہ سے کم ہے۔

۲۔ مردود : وہ روایت جس میں خبر مقبول کی مطلوبہ شرائط میں سے ایک یا ایک سے زائد شرائط نہ پائی جائیں، عام طور پر اس کے لیے ضعیف کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

کسی حدیث کو رد کرنے کے دو بڑے اسباب ہیں۔

۱) سلسلہ سند کسی جگہ ٹوٹ جائے

۲) راوی پر طعن

سند میں کسی راوی کے ساقط ہونے کی وجہ سے جو حدیث ضعیف یا مردود بنتی ہے اس کی چار اقسام ہیں۔

ا۔ **معلق** : سند کی ابتداء سے راوی چھوڑ دیا جائے یا پوری سند حذف کر دی جائے۔

ب۔ **مرسل** : تابعی اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان کا واسطہ مذکور نہ ہو مثلاً کوئی تابعی یہ کہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یوں فرمایا ہے اور درمیان والے ایک یا ایک سے زائد واسطوں کو حذف کر دے۔

ج۔ **معضل** : معضل سند میں مسلسل دو یا دو سے زائد راوی غائب ہوں۔

د۔ **منقطع** : سند میں کسی بھی جگہ سے ایک یا ایک سے زائد راوی ساقط ہوں۔

حکم : معلق، معضل اور منقطع ضعیف حدیث کی اقسام ہیں اور ان سے استدلال نہیں کیا جا سکتا البتہ مرسل کے بارے میں کچھ تفصیل ہے۔

طعن سے مراد : اگر کسی راوی کی عدالت 'ثقاہت' ضبط اور تقویٰ پر زبانی تنقید ہے تو اسے طعن سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً یہ کہ راوی جھوٹا ہے 'فاسق ہے 'بدعتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس کی درج ذیل اقسام ہیں :

ا۔ **موضوع :** موضوع کا معنی من گھڑت چیز اور اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ راوی میں طعن کا سبب اگر حضور ﷺ کی طرف جھوٹی بات کی روایت ہو تو اس حدیث کو موضوع کہا جاتا ہے۔ یعنی کوئی شخص جھوٹی بات گھڑ کے رسول ﷺ کی طرف اس کی نسبت کر دے کہ یہ بات رسول ﷺ نے فرمائی ہے۔

حکم : علماء کا اس بات پر اجماع یعنی اتفاق ہے کہ جسے معلوم ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے اس کے لیے کسی صورت میں بھی آگے بیان کرنا جائز نہیں ہے اور یہ موضوع روایت ضعیف روایات میں بدترین ضعیف ہے۔

۲۔ **متروک :** اگر راوی پر جھوٹ کی تہمت ہو تو اس کی روایت متروک کہلاتی ہے۔

۳۔ **منکر :** اگر ضعیف راوی ثقہ راوی کی مخالفت کرے تو ضعیف کی روایت کو منکر اور اس کے بالمقابل ثقہ کی روایت کو معروف کہتے ہیں۔

۴۔ **معلل یا معلول :** کسی روایت میں ایسا مخفی عیب ہو جسے علم حدیث کے ماہرین ہی بھانپ سکتے ہوں۔

۵۔ **شاذ :** جس میں ثقہ راوی اپنے سے مضبوط اور زیادہ قوی راوی کی مخالفت کرے 'قوی حافظہ والے راوی کی روایت محفوظ کہلاتی ہے۔

چند بنیادی اصطلاحات :

مرفوع : جس حدیث کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی طرف ہو۔

موقوف : جس روایت کی نسبت صحابی کی طرف ہو یعنی وہ صحابی کا قول یا فعل ہو۔

سند : حدیث کے راویوں کے سلسلے کو کہتے ہیں۔

متن : حدیث کی عبارت کو کہا جاتا ہے۔

مشہور کتب حدیث کا تعارف :

۱۔ **موطا امام مالک :** یہ امام مالکؒ (۹۳۔۱۷۹) کی تالیف ہے۔ امام زہری کے بعد مدینہ میں حدیث نبوی کی تدوین کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا ہے، دوسری صدی ہجری میں بہت سے مجموعے مرتب ہوئے، جن میں امام مالک کی موطا کو نمایاں مقام حاصل ہے، اس کا زمانہ تالیف ۱۳۰ھ تا ۱۴۰ھ ہے۔ کل روایات کی تعداد ایک ہزار سات سو بیس (۱۷۲۰) ہے جن میں سے مرفوع ۶۰۰، موقوف ۶۱۷ اور اقوال تابعین ۲۷۵ ہیں، اس کتاب کو اپنے زمانے کی "**أصح الكتاب بعد كتاب الله**" (اللہ کی کتاب کے بعد صحیح ترین کتاب) کہا جاتا تھا۔ لیکن بعد میں یہ لقب صحیح بخاری کو مل گیا، جس میں موطا کی تقریباً تمام احادیث موجود ہیں۔

۲۔ **صحیح بخاری :** محمد بن اسماعیل البخاری (۱۹۴۔۲۵۶ھ) کی تصانیف میں سے سب سے اہم اور مستند کتاب صحیح بخاری ہے، اس کا پورا نام : "**الجامع الصحيح المسند المختصر من امور رسول الله وايامه**" ہے۔ اس کی تالیف میں سولہ سال کا عرصہ لگا۔

کل احادیث ۹۰۸۲ ہیں، اگر مکررات کو حذف کر دیا جائے تو تعداد تقریباً ۴۰۰۰ رہ جاتی ہے۔

امام بخاری کا معیار سب سے بلند ہے اس لیے صحیح بخاری کو سب سے زیادہ قبولیت حاصل ہوئی ہے۔

۳۔ **صحیح مسلم :** یہ مسلم بن حجاج قشیری (۲۰۲ھ۔۲۶۱) کی تالیف ہے۔ امام بخاری اور امام احمد بن حنبل کا شمار امام مسلم کے اساتذہ میں اور امام ترمذی کا شمار ان کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ صحیح مسلم میں کل احادیث کی

تعداد بارہ ہزار ہے اور مکررات کو حذف کر دیا جائے تو چار ہزار رہ جاتی ہے' صحت کے لحاظ سے صحیح بخاری کے بعد صحیح مسلم کا مقام و مرتبہ ہے اور اس کی قبولیت پر بھی امت کا اجماع ہے' حسن ترتیب کے لحاظ سے صحیح مسلم کا مرتبہ صحیح بخاری سے بھی بڑھ کر ہے۔

۴۔ **جامع ترمذی :** یہ امام ابو عیسیٰ ترمذی (۲۰۹۔ ۲۷۹ھ) کی تالیف ہے' اس میں فقہی مسالک کی تفصیل سے وضاحت ہے۔

۵۔ **سنن ابی داؤد :** یہ سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔ ۲۷۵ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں زیادہ تر احکام پر مشتمل روایات کو پوری جامعیت کے ساتھ یکجا کر دیا گیا ہے۔ فقہی اور قانونی مسائل کا یہ بہترین ماخذ ہے' یہ چار ہزار آٹھ سو احادیث پر مشتمل ہے۔

۶۔ **سنن نسائی :** یہ امام احمد بن شعیب نسائی (م ۳۰۳ھ) کی تصنیف ہے' اس کا نام **السنن المجتبیٰ** ہے۔

۷۔ **سنن ابن ماجہ:** محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی (م ۲۷۳ھ) کی تالیف ہے۔

وضاحت : مذکورہ کتابوں میں سے چھ کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔ بعض اہل علم نے بجائے سنن ابن ماجہ کو اور بعض نے موطا امام مالک کو صحاح ستہ میں شمار کیا ہے' صحاح کا معنی یہ نہیں ہے کہ ان کتب حدیث کی ہر ایک حدیث صحیح ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کتابوں کی بیشتر احادیث صحیح ہیں۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ان چھ کتب کے علاوہ جو بھی احادیث ہیں وہ نا قابل قبول ہیں۔

۸۔ **مسند احمد :** امام احمد بن حنبل (۱۶۴۔ ۲۴۱ھ) کی یہ اہم تالیف' یہ تیس ہزار روایات پر مشتمل ہے اور قابل ذکر احادیث سب اس میں آگئی ہیں۔ اس میں عنوان کے لحاظ سے ترتیب کے بجائے ہر صحابی کی تمام روایات یکجا مرتب کر دی گئی ہیں۔ اس میں حسن اور ضعیف ہر طرح کی احادیث ہیں۔

۹۔ **المستدرک للحاکم :** یہ امام حاکم کی تالیف ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرائط پر جو احادیث اترتی تھیں' انہیں امام حاکم نے اس میں جمع کیا ہے' لیکن امام حاکم اس معاملہ میں متساہل مشہور ہیں۔

۱۰۔ **سنن دارقطنی:** امام دارقطنی (۳۰۶۔۳۸۵ھ) نے فقہی ابواب کی ترتیب سے اس کی تالیف کی ہے' ہر حدیث کے طرق (اسانید) نہایت تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

فہرست مراجع

یونٹ نمبر1

۱۔ الطحان' ڈاکٹر محمود' اصطلاحات حدیث' ادارہ معارف اسلامی' لاہور

۲۔ حسن' عبدالغفار' عظمت حدیث' دارالعلم' اسلام آباد ۱۹۹۸ء

۳۔ مسلم' مسلم بن حجاج' مقدمہ مسلم' دارالحدیث' قاہرہ ۱۹۹۱ء

۴۔ کاندھلوی' محمد احتشام الحق' اسلامک انٹرنیشنل پبلشرز' لاہور

۵۔ مودودی' سید ابوالاعلیٰ' سنت کی آئینی حیثیت' اسلامک پبلی کیشنز' لاہور

۶۔ بدر عالم' محمد بدر عالم' ترجمان السنہ' ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۷۔ گیلانی' مناظر احسن' تدوین حدیث

۸۔ نعمانی' محمد منظور' معارف الحدیث' دارالاشاعت کراچی